تُوبُوا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوحًا

اللہ کی جناب میں خالص (دل سے) توبہ کرو

توبۃ النصوح

(مرأۃ العروس کا تیسرا حصہ)

مصنفہ شمس العلما جناب ڈاکٹر مولوی حافظ محمد نذیر احمد خانصاحب بہادر مرحوم
ایل ایل ڈی ڈی او ایل سابق ڈپٹی کلکٹر و ممبر بورڈ آف ریونیو ریاست حیدرآباد دکن

جسکے صلے مین

پورا ایک ہزار روپیہ بموجب اشتہار نمبری ۷۹۱- الف مورخہ ۲۰- اگست ۱۸۶۹ء

گورنمنٹ عالیہ ممالک مغربی و شمالی نے مصنف کو انعام مین مرحمت فرمایا

مُصنّف کی نظر ثانی اور ترمیم اور اصلاح اور قرار داد فصول اور تجدید رجسٹری کے بعد

حسب فرمایش جناب مولوی بشیر الدین احمد صاحب تعلقدار خلف مُصنّف مرحوم

۱۹۲۱ء مین

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

نولکشور پریس لکھنؤ مین طبع ہوئی

سلسلۂ طبع جدید مرتبہ اول دو ہزار جلد

قیمت

6.57

فہرست مضامین توبۃ النصوح

فصل	خلاصہ مضمون	از صفحہ	تا صفحہ
	تقاریظ	۱	۱۶
	دیباچہ	۱	۶
اول	ایک برس دہلی میں ہیضے کی بڑی سخت وبا آئی نصوح نے ہیضہ کیا اور سمجھا کہ مرا چاہتا ہے یاس کے عالم میں اُس کو مواخذۂ آخرت کا تصور بندھا ڈاکٹر نے اُس کو خواب آور دوا دی سو گیا تو وہی تصور اسکو خواب میں حشر بن کر نظر آیا۔	۷	۲۶
دوم	خواب سے بیدار ہوکر نصوح کو اپنی اور اپنے خاندان کی لادینی زندگی پر سخت تاسف ہوا اور اُس نے تلافی مافات کا عہد کر کے فہمیدہ اپنی بی بی سے اجزائے خواب بیان کیا اور اصلاح خاندان کے لئے اُس کو اپنا مددگار بنایا۔	۲۶	۴۵
سوم	فہمیدہ اور منجھلی بیٹی حمیدہ کی گفتگو۔	۴۶	۵۱
چہارم	نصوح اور چھوٹے بیٹے سلیم کی گفتگو۔	۵۱	۶۱
پنجم	فہمیدہ اور بڑی بیٹی نعیمہ کی لڑائی۔	۶۱	۷۰
ششم	نصوح اور منجھلے بیٹے علیم کی گفتگو۔	۷۰	۸۱
ہفتم	نصوح نے بڑے بیٹے کلیم کو بُلایا اور ہر چند فہمیدہ اور علیم دونوں نے سمجھایا مگر وہ نہ آیا پر نہ آیا۔	۸۲	۱۰۴
ہشتم	نعیمہ کی خالہ زاد بہن صالحہ نے اُس کو آکر منایا۔ کھانا کھلایا اور اُسی کے ساتھ نعیمہ خالہ کے یہاں چلی گئی۔	۱۰۵	۱۲۵

فصل	خلاصہ مضمون	از صفحہ	تا صفحہ
نہم	کلیم باپ سے ناخوش ہوکر گھر سے نکل گیا۔ نصوح نے کلیم کا کلف خانہ اور بیہودہ کتاب خانہ جلا دیا۔	۱۲۵	۱۳۳
دہم	کلیم کا پہلے اپنے دوست مرزا ظاہردار بیگ اور پھر اپنے ایک قرابت دار فطرت کے یہاں جاکر بیٹھنا اور دونوں مرتبہ ذک اُٹھانا۔ اور قید ہونا اور آخر کار باپ ہی کی سفارش سے رہائی پانا۔	۱۳۴	۱۵۸
یازدہم	کلیم نوکری کی جستجو میں دولت آباد گیا اور فوج میں بھرتی ہو گیا۔ لڑائی میں زخمی ہوا اور مُردوں کی طرح چار کہاروں پر لد کر دہلی آیا۔	۱۵۸	۱۶۷
دوازدہم	نعیمہ خالہ کے یہاں رہ کر خود بخود درست ہو گئی اُس نے ماں اور باپ سے اپنی خطا معاف کرائی اور خدا نے اُس کا مدتوں کا اُجڑا ہوا گھر پھر آباد کیا۔ کلیم نے حسن کے گھر وفات پائی۔ قصے کا خاتمہ	۱۶۷	۱۶۹

صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتۂ تعلیم ممالک شمالی و مغربی کی چٹھی نمبری ۳۸ سنہ ۱۸۷۳ء صاحب سکرٹری گورنمنٹ ممالک شمالی و مغربی کے نام

توبۃ النصوح کتاب اُردو تصنیفِ مولوی نذیر احمد صاحب

یہ کتاب مراۃ العروس کے مصنف کا تصنیف کیا ہوا ایک قصّہ ہی۔ مسلمانوں کے خاندانی حالات کا اور اُس سے غرض یہ ہی کہ اس ملک کے لوگ اپنے اطفال کو علم اخلاق اور دین کے تعلیم کرنے میں زیادہ شوق کے ساتھ متوجہ ہوں اور بہ خلاف اُس قاعدۂ مروجہ کے کہ لڑکوں کے واسطے تعلیم کے بارے میں اُستاد بجائے والدین کے ہوتا ہی مصنّف نے ثابت کیا ہی کہ والدین کی کوشش اور خود اُن کا چال چلن اُن کی تعلیم کی بڑی بنا ہی اور مصنف نے اس بات کی تمثیل میں صرف اُن ہی نتائج قبیحہ کے بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا جو والدین کی غفلت کا ثمرہ ہیں بلکہ جو نعمتیں اور برکتیں خاندانی حُسن تربیت سے میسر ہوتی ہیں اُن کو بھی بخوبی ظاہر کر دیا ہی اور اُس کا مقصود اصلی یہ ہی کہ تربیتِ خاندانی جو فی الواقع درست اور اصول کے ساتھ ہو گویا عین دینداری اور خدا پرستی ہی لیکن اس بات کے کہنے میں اُس نے یہ احتیاط کی ہی کہ مبادا ایسے ملک میں اُس کی نسبت کوئی غلط فہمی واقع ہو جہاں بقول مصنف ہر شخص کا عقیدہ جُدا گانہ معلوم ہوتا ہی اور تعصبات مذہبی اس درجے بڑھے ہوئے ہیں کہ عادات اور خیالات گو کیسے ہی فی نفسہا معقول ہوں جس حال میں کہ غیر مذہب والوں سے پیدا ہوں لوگ اُن کو وہم و وسواس کی نظر سے دیکھتے ہیں اسی لئے مصنف نے لکھا ہی کہ خانگی تعلیم کا مضمون لکھنے میں اگرچہ مذہبی تقریر سے گریز کرنا ممکن نہیں لیکن اس کتاب میں کوئی ایسی بات بھی نہیں ہی کہ جو مسلمان نہ ہوں اُن کے دل کو بُری معلوم ہو اور جہاں مذہب کا ذکر آیا ہو وہاں وہ ذکر اس طور پر ہی کہ سب نیک آدمی اُس کو پسند کریں گے اور مصنف نے یہ بات بے کم و کاست بھی سچی کہی ہی اور میں کہہ سکتا ہوں کہ دین اسلام کی خالص وحدانیت مصنف کے مطلب سے خوب مناسبت رکھتی ہی اس قصے میں لتنے اشخاص کا ذکر ہی یعنی خاندان کا بزرگ نصوح اُس کی زوجہ فہمیدہ اور اُس کے تین بیٹے کلیم علیم سلیم۔ اور دو بیٹیاں نعیمہ اور حمیدہ اور ایک بھانجی صالحہ اور کئی اور اشخاص کے نام بھی قصے کے سلسلے میں آئے ہیں۔ قصّے کا آغاز اس بیان سے ہی کہ ایک مرتبہ دلی میں ہیضہ پھیلا

اور نصوح جن کے دل کو اپنے چاروں طرف موت کی دست بُرد دیکھ کر بڑا صدمہ پیدا ہوا تھا اُسی بلا میں مبتلا ہوا اُس نے جانا کہ میری موت بھی آ پہنچی اُسی حالت میں اُس کو ایک غفلت کی نیند آ گئی اور انجام کار اُس بیماری سے اُس کو صحت بھی ہو گئی۔ اُسی نیند میں یہ خواب دیکھا کہ اُس عالم میں ہے جہاں یہ سب روحیں جاتی ہیں۔ تمام حال اپنی عمر کا اور دین سے جو اُس کو بے پروائی رہتی تھی اور اُس کی خود پرستی اور اہل و عیال کے حقوق ادا کرنے کی غفلت یہ سب باتیں اُس کے روبرو پیش آئیں اور اپنے خالق کے سامنے وہ عاصی و مجرم ٹھہرا بعد صحت کے بھی یہی خیال اُس کے دل پر غالب رہا اور اگلے حال سے بالکل اُس کی طبیعت بدل گئی اسی کے معنی توبۃ النصوح ہیں۔ اور آگے قصے میں بیان کیا ہی کہ اپنے امورات خانگی کی اصلاح اور اُن دشواریوں کے رفع کرنے میں جو اُسکو پیش آئیں اُس نے کیا کیا تدبیریں کیں اور اس کتاب کی بندش میں انواع و اقسام کا بیان اور مکالمہ ہی اور شاید مکالمہ حد سے زیادہ ہی۔ لیکن یہ بات کچھ قباحت کی نہیں ہی کیونکہ طلاقت اور محاورہ اُردو زبان کا جو بول چال کی زبان ہی اس سے پہلے کسی نے اس خوبی کے ساتھ قلمبند نہیں کیا۔ مشرح بیان اس قصے کے مضامین کا فصلاً فصلاً یہ ہی۔

فصل اوّل میں۔ آغاز اُس ہیضے کے بیان سے کیا ہی جو دہلی میں چند سال* پیشتر ہوا تھا اور ویرانی شہر کی اور ہیبت لوگوں کی اور کثرت یاد الٰہی کی جو پہلے سے بھولی ہوئی تھی خوبی کے ساتھ بیان کی ہی جو لوگ کہ اب تک رمضان میں بھی عبادت نہیں کرتے تھے وہ لوگ پانچوں وقت کی نماز کے لئے سب سے پہلے مسجد میں جانے لگے۔ نصوح نے نہایت فکر و تردد میں ہو کر ہر نہج کی احتیاط کی

*اس کتاب کے حالات سے معلوم ہوتا ہی کہ اس زمانے سے غدر کے بعد کا زمانہ مراد ہی۔

باورچی خانے کے برتنوں پر قلعی کرائی صفائی کا خوب لحاظ رکھا اور ہوا کی اصلاح کی دوائیں ہر طرف رکھیں باورچی کو تاکید کی کہ کھانے میں مصالح ڈالے اور سرکے اور پیاز کی افراط کرے اور جو معمولی دوائیں ہندوستانی اور انگریزی ہیں وہ بھی مہیا کیں اور ایک بنگالی طبیب کی طرف رجوع کی جس کا حال اخبار میں لکھا تھا کہ اُس نے دس ہزار روپے سرکار سے ہیضے کے مریضوں کا معالجہ کرنے کے لیئے انعام پائے ہیں مگر باوجود اس کے نصوح کے گھر کو بھی ملک الموت نے نہیں چھوڑا چنانچہ اُسکا باپ اور ماما اور خالہ تینوں مر گئے آخر اُس مرض وبائی میں تخفیف ہوئی۔ لیکن نصوح نے بے احتیاطی سے

ناول لکھتے اور آخر کو وہ بھی بیمار پڑا اور سمجھا کہ میں بھی اب اس جہان سے چلا مگر ڈاکٹر نے ایک قوی دوا دی اور بیماری نے رنگ بدلا اور اُس کو نیند آ گئی اسی حالت میں ایک خواب دیکھا یہ خیال بعینہٖ مطابق اُس عقیدے کے ہے جس میں کہ خدا کو بصورتِ انسان ہونا مانتے ہیں۔ لیکن اس میں کوئی بات لغو اور بے معنی نہیں ہے اور آدمی کا اپنے خالق اور حاکمِ عادل کے روبرو ہونا اور اپنی عمرِ گزشتہ کے ہر فعل اور ہر خیال کا ظاہر ہونا اور اُس کا بالکل ناچیز ثابت ہونا نہایت عمدہ اور مودبانہ الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ اس بیان سے مصنف کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ہولناک باتوں سے لوگوں کو خوف زدہ کرے۔ بلکہ خدائے تعالیٰ کی علام الغیوبی اور عدل اور رحمت کا اظہار مقصود ہے اور انسان کا ناچیز ہونا بلکہ جو لوگ دنیا میں صفت عبادت اور زہد کے ساتھ موصوف سمجھے اُن کا بھی وہاں محض بے حقیقت ہونا ظاہر کیا ہے۔ نصوح نے خواب میں دیکھا کہ وہ احکم الحاکمین کی بارگاہِ عدالت میں گیا ہے اور وہاں ہزاروں آدمی منتظرِ حکم خوف سے سکوت کئے ہوئے کھڑے ہیں اور کسی کی مدد کے لئے نہ وہاں کوئی مختار ہے نہ وکیل نہ ایسا عملہ کہ جس سے کچھ کار برآری ہو سکے۔ بارگاہ ایسے حاکم کی جس کے حکم کا کہیں اپیل نہیں ہر مقدمہ اپنے وقت معیّن پر پیش ہوتا ہے اور گواہ ایسے جن پر کچھ اعتراض نہیں ہو سکتا اور فیصلہ ایسا کہ جس میں تزلزل اور غلطی کی گنجائش نہیں قیدیوں کی یہ کیفیت کہ بعضے حوالات میں زیرِ انتظار ہیں اور بعضے اپنی شامتِ اعمال کی سزائیں بطورِ تادیب گرفتارِ محنت و مشقت اور اس سے بڑھ کر ایک جیل خانہ ہے جہاں بڑے بڑے مجرم بھیجے جاتے ہیں۔ نصوح کا باپ بھی حوالاتی قیدیوں میں تھا نصوح کو اُس کا حال دیکھ کر نہایت تعجب ہوا کہ ایسا مقبول اور ذی عزت شخص اور یوں گرفتار ہو سکے باپ نے اپنا نامۂ اعمال دکھلایا جس میں ایک فہرست طویل گناہوں کی لکھی ہوئی تھی مثلاً بے دینی۔ ـانی۔ ناشکری۔ بیوفائی۔ تکبر۔ دغابازی۔ حسد۔ طمع وغیرہ اور ہر جرم کے محاذی بجائے دفعات مجموعہ تعزیرات ہند کے آیاتِ قرآنی لکھی ہیں اور وہ مقر ہے کہ میں مجرم اِن سب کا ہوں اور اُس نے مقدمے کی سماعتِ اول کا حال بھی بیان کیا کہ جب حاکم نے پوچھا کہ دنیا میں تیرا اعتماد اور بھروسا کس پر تھا تو اُس نے جواب دیا کہ صرف خدا پر۔ لیکن خدا کی طرف سے عتاب ہوا۔

اس کے آگے عتاب کا مضمون فصل دوم تک اصل کتاب میں دیکھ لیا جائے +

فصل دوم۔ نصوح خواب سے جاگا تو اب اثر عظیم اُس کے دل پر ہوا اُس نے اپنی بے دینی اور اہل و عیال کے ادائے فرائض سے اپنی غفلت اور اُس نادانی اور بے پروائی پر جو اب تک بال بچوں کی

نسبت ظہور میں آئی تھی نظر کی تو ایک حالت غم اور نا اُمیدی کی اُس پر طاری ہوگئی اس عرصے میں اُس بیماری سے بھی صحت پائی اور اُس کے بعد اُس نے دین کے کاموں میں پھر غفلت نہ کی۔ اور یا تو ایسا جابر تھا کہ گھر والے اُس سے لرزاں اور ترساں اور ہر دم اس کی رضا جوئی کی فکر میں رہتے تھے اور یا یکایک ایسا ہوگیا کہ نہ کسی کو برا بھلا کہنے سے کچھ کام نہ کسی پر حکم چلانے سے مطلب جو کچھ سامنے آیا کھا پی لیا کچھ کام بگڑ بھی گیا تو فہمیدہ وغیرہ کسی پر کچھ عتاب نہیں آخر کار نصوح نے اپنی بی بی فہمیدہ کو اپنا ہمراز بنایا امورات خانہ داری کی اصلاح کی جو تدبیریں سوچا وہ اُس سے کہہ دیتا اور اُس کو اپنا شریک اور مددگار سمجھا اُس کی زوجہ نے کچھ تعلیم بھی پائی تھی کیونکہ اس وقت تک مرآۃ العروس رواج پا چکی تھی اور اکثر گھرانوں میں اس کتاب کی نصیحت پر اس قدر عمل ہونا شروع ہوگیا تھا کہ لڑکیوں کی تعلیم ہونے لگی تھی۔ نصوح نے اس خواب کا اور اُس سے اپنی طبیعت بدل جانے کا حال اپنی زوجہ فہمیدہ سے کہا اور اُس کے دل پر بھی اُس کا نہایت اثر ہوا لیکن لڑکوں کی عمر جو بڑی ہوگئی تھی۔ اُن کی اصلاح سے اُس کو ایک نوع کی مایوسی تھی اس باب میں آگے شوہر و زوجہ کا مباحثہ ہے کہ اُن اصلاح کی کیا تدبیریں کرنی چاہئیں۔

فصل سوم۔ فہمیدہ نے اپنے شوہر کے روبرو وہ گفتگو بیان کی جو اُس کی بیٹی حمیدہ کے ساتھ اُسی دن صبح کو ہوئی تھی اور وہ گفتگو یوں شروع ہوئی تھی کہ لڑکی نے اپنی ماں سے پوچھا کہ ابا جان آج کل عبادت کے طور پر سر جھکائے اکثر کیوں کھڑے رہتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی بڑے درجے والے کے ساتھ جو نظر سے غائب ہے مخاطب ہیں۔ ماں نے چاہا کہ کچھ ایسے ویسے ہی جواب دے کر ٹال دے لیکن حمیدہ کے بھولے بھولے سوالوں پر خدا کی شفقت جو بندوں پر ہے اور عبادت سے فرائض کے بیان میں جو کچھ بن پڑا بیان کیا لڑکی نے پوچھا کہ تم بھی کبھی عبادت کرتی ہو اور اگر خدا ایسا رحیم و کریم ہے تو مجھے بھی چاہیے کہ اُس کی عبادت اور بندگی کروں۔ ماں نے کہا کہ خدا چھوٹے چھوٹے بچوں سے یہ نہیں چاہتا کہ ایسے بڑے فرائض کو ادا کریں جب تم بڑی ہوگی تو وہ اور بات پھر لڑکی نے جواب دیا کہ کیا میں اُس کی عنایت اور شفقت کا شکر بھی نہ ادا کروں شاید وہ خفا ہو جائے اور پھر کوئی چیز کھانے پینے کی ہم کو نہ دے۔ مصنف نے یہ گفتگو بہت لطف کے ساتھ لکھی ہے۔ ماں کے دل پر ان باتوں کا اتنا اثر ہوا کہ آنسو ٹپکنے لگے۔ مشہور ہے کہ بچوں کی زبان بہت پیاری ہوتی ہے

چنانچہ یہ کتاب اُس کے لئے ایک عمدہ نمونہ ہے یہ ذکر سُن کر نصوح کے دل پر بڑا اثر ہوا اور اُس نے کہا خدا نے ہماری غفلت اور نادانی ظاہر کرنے کے لئے ایک فرشتہ بھیجا ہے دونوں نے عزم بالجزم کیا کہ اب پچھلی بھول چوک کی اصلاح حتی الامکان نہایت ضرور ہے۔

فصل چہارم۔ اس پر نصوح نے موقع پاکر اپنے چھوٹے بیٹے سلیم سے جو دس برس کا تھا ایسی گفتگو کی جس سے اُس کی مکتب کی پڑھائی اور شوق اور عادتوں کا حال معلوم ہوا اور اُس کو اِس بات کے دریافت ہونے سے بڑی تسکین ہوئی کہ اگرچہ گھر میں کچھ خبر نہیں بیجاتی تھی لیکن اُس کو صحبت اچھی ملی ہے اور اُن نادانیوں میں سے جو لڑکپن میں ہوا کرتی ہیں اکثروں سے پرہیز کرنا سیکھا ہے سلیم نے ایک نیک بی بی سے جس کا نام حضرت بی تھا اپنا ملنا اور اُس سے نصیحت اور دین کی تعلیم پانا بیان کیا اور اخیر میں اس بات کا افسوس ظاہر کیا کہ میں اب اُس بی بی سے نہیں مل سکتا اُس کے باپ نے پوچھا کہ کیا سبب ہے لڑکے نے جواب دیا کہ میرے بڑے بھائی کلیم نے منع کر دیا ہے اور میں نے والدین سے شکایت اس خوف سے نہیں کی کہ وہ تمیز حق و باطل کے باب میں میری سمجھ پر ہنسیں گے نصوح نے اُس کی تسکین کی اور اپنی پچھلی غفلت کا اقرار کیا اور کہا کہ میں حضرت بی کی شفقت کا شکریہ خود اُن کے پاس جاکر ادا کیا چاہتا ہوں۔

فصل پنجم۔ اتنے میں فہمیدہ اور نعیمہ ماں بیٹیوں میں کچھ لڑائی جھگڑا ہو گیا اُس نعیمہ کا بیاہ ہوچکا تھا اور دو سال کی بیاہی سسرال سے لڑکر چلی آئی تھی اور پانچ مہینے کا بچہ اُس کی گود میں تھا ماں بیٹیوں میں لڑائی اس بات پر ہوئی کہ حمیدہ نعیمہ کے بچے کو گود سے نیچے بٹھا کر نماز صبح پڑھنے لگی نعیمہ بچے کو روتا دیکھ کر نماز ہی میں آکر حمیدہ کو مارنے لگی اُس کو بُرا بھلا کہا نعیمہ نے ماں کی دینداری کی بابت کچھ گفتگو بے ادبانہ شروع کی فہمیدہ جو نصوح کے خیالات سے بھری ہوئی تھی غصے میں آکر نعیمہ کو مار بیٹھی نعیمہ نے وہ واویلا مچائی کہ پڑوسی تک چونک اُٹھے نصوح نے نعیمہ کا یہ حال سنا نہایت خفا ہوا اور کہا ابھی تو اپنی سسرال چلی جا فہمیدہ نے درمیان میں آکر قصہ رفت و گذشت کیا اور نعیمہ کی خالہ زاد بہن صالحہ کو اُس کے منانے کے لئے بلا بھیجا جو نعیمہ کی ہم عمر تھی اور نعیمہ اُس کا کہنا بھی بہت مانتی تھی۔

فصل ششم۔ نصوح نے اپنے منجھلے بیٹے علیم کو جو چودہ پندرہ برس کا تھا بلوایا اور پوچھا کہ

تم امتحان دینے کی طیاری کے لئے مکتب میں کیا پڑھتے ہو اُس نے جواب دیا کہ میں خوب محنت کرتا ہوں لیکن گھر میں چونکہ بہت شور وغل ہوتا ہے اس لئے میں اپنے ایک ہم مکتب کے گھر جا کر پڑھا کرتا ہوں تب باپ نے پوچھا کہ تم نے اب تک کچھ بڑے امتحان کی تیاری کی بھی فکر کی ہے لڑکا اُس کی بات نہ سمجھا اور سمجھائی گئی تو اُس نے جواب دیا کہ گھر میں علم دین کے سیکھنے کا کوئی موقع نہیں ہے اگرچہ میں نے قرآن شریف کی کچھ سورتیں یاد کرلی ہیں لیکن اُن کے معنی نہیں سمجھا ہاں پادری صاحب نے ایک کتاب مجھے دی تھی اُس کی کچھ کچھ نصیحتیں یاد ہیں مگر بھائی صاحب نے جو سُنا تو شب برات کے دِن اُس کتاب کو پھاڑ کر پٹاخے بنا ڈالے اور کہا کہ اس کتاب کا نہ پڑھنا ہی تیرے حق میں بہتر ہو اور نہ تو عیسائی ہو جاتا باپ نے کہا کہ دین اسلام اور دین عیسوی میں اگرچہ فرق ہے لیکن مطابقتیں بھی ایسی ہیں کہ دونوں دین والوں میں اتفاق رہنا چاہئے اور بے شبہ پادری صاحب کی کتاب سے تجھے فائدہ ہوتا۔ چنانچہ علیم نے لوگوں کے ساتھ سلوک و شفقت وغیرہ کے ساتھ پیش آنے کا جو کچھ حال اس کتاب میں سے یاد کرلیا تھا وہ اپنے باپ کو سُنایا اور یہ بھی کہا کہ اُس کے مطابق میں نے ایک دِن اپنی نئی ٹوپی بیچکر چند غریبوں کی خبرگیری کی تھی۔ یہ ایک دلچسپ قصہ ہے اور خوب لکھا ہے۔

نصوح کو اب اپنے منجھلے بیٹے کی نیک نیتی کی طرف سے اطمینان ہوا اور جو تدبیریں اپنے خاندان کی اصلاح کی اُس نے سوچی تھیں اُن میں اُس سے مدد چاہی اور کہا کہ اپنے بڑے بھائی کلیم کو بلا لو۔

فصل ہفتم۔ کلیم کی شادی ابھی ہوئی تھی کہ اپنی بی بی سے لڑ کر جُدا ہو گیا تھا اور سوائے شعر و غزل و قصیدہ گوئی اور تاش کھیلنے کے کوئی اور اُس کو مشغلہ نہیں تھا۔ الغرض باپ کے بُلانے سے نہیں آیا یہ اپنے بھائیوں کو طعنہ دیا کرتا تھا کہ تم ولی ہو گئے ہو اور اپنے باپ کو کہتا تھا کہ اُن کے دماغ میں کچھ خلل آ گیا ہے اور اپنے کو دانا اور جوان سمجھ کر اطاعت قبول نہ کرتا تھا بھائیوں میں جو طول و طویل گفتگو ہوئی ہے وہ بڑی معقول ہے اور اُس کو خوب نباہا ہے اور بڑے بھائی نے جن چند اشعار فارسی سے اپنے کلام کو نمک مرچ لگایا ہے وہ برجستہ اور دلچسپ ہیں اُس کی ماں نے بھی اُسے سمجھانا چاہا کہ اپنے باپ کے پاس جا۔ لیکن اُس نے کچھ نہ سُنا۔ اس عرصے میں اُس کے باپ نے ایک لمبا چوڑا خط اُسکو بھیجا اور اُس میں وہ فرائض مندرج کئے جو بزرگ خاندان پر واجب ہیں اور خاندان کی اصلاح کی نسبت بھی اپنا ارادہ ظاہر کیا۔

فصل ہشتم۔ نعیمہ ایسی روٹھی کہ کھانا پینا چھوڑ دیا اور اپنے پاس تک کسی کو آنے نہ دیا بلکہ بچے کی بھی شام تک خبر نہ لی شام کو صالحہ آئی اور ماں بیٹیوں کے حال سے ایسی انجان بن گئی کہ گویا کچھ خبر ہی نہیں اور بتدریج نعیمہ کے غصے کو فرو کر کے اُس سے ایسی باتیں کرنا شروع کیں کہ خود بخود اُس نے سارا حال اپنے منہ سے کہہ دیا پھر تو نعیمہ ایسی راہ پر آگئیں کہ کھانا بھی کھایا اور بچے کو دودھ بھی پلایا اُس کے بعد پھر وہی گفتگو شروع ہوئی نعیمہ کی ضد سے جی گھبراتا ہے۔ صبح اُٹھ کر صالحہ نے چند روز کے واسطے نعیمہ کو اپنے گھر لیجانے کی اجازت چاہی ابھی وہ اپنی خالہ سے یہ باتیں کر رہی تھی کہ نعیمہ اس خیال سے کہ شاید اجازت نہ ملے گھر سے باہر چلی گئی۔ اس باب میں ہندوستانی عورتوں کے عادات وخیالات کو خوب ہو بہو بیان کیا ہے اُس نیک نہاد خالہ زاد بہن کا شفقت سے اصرار اور غرور اور بدمزاجی سے اِس بہن کی ہٹ یہ دونوں ضدیں اچھی طرح بیان کی ہیں اور چند حالات جو ذکر کئے گئے ہیں اُن سے ہندوستانیوں کے اوضاع واطوار زیادہ تر روشن ہوتے ہیں۔

فصل نہم۔ اس باب میں آگے کلیم کا ذکر ہے یہاں تو صالحہ سے گفتگو ہو رہی تھی کلیم نے میدان خالی پا کر چپکے سے بازار کی راہ لی نصوح نے دوسرے روز مطلع ہو کر اُس کے شب باشی کے مکان اور حالات کی تفتیش کی تو آثار فضولی اور عیش کے نظر آئے اور فحش آمیز کتابیں اور تصویریں جو وہاں رکھی تھیں اُن سے اُس کا میلان خاطر خرافات کی طرف پایا گیا اس مصنف کے ہمعصر پڑھ کر چوکنے کہ ان کتابوں میں نام فسانۂ عجائب۔ گل بکاؤلی۔ بہار دانش۔ آرائش محفل وغیرہ اور چند نامی شاعروں کے دیوان کا بھی ہے جن کا خلاف تہذیب ہونا پوشیدہ نہیں ہے چنانچہ نصوح اور اُس کے چھوٹے بیٹوں نے اِس مزخرفات کو آگ میں جلا دیا اور اپنی زوجہ کو سمجھانے میں نصوح نے جو ممالک مشرقی یعنی فارس وہند وغیرہ شاعروں کی دنائت طبع ظاہر کی ہے وہ خوب برجستہ تقریر ہے۔

فصل دہم۔ گھر سے نکلنے کے وقت کلیم کا ارادہ ایک دوست مرزا ظاہر دار بیگ کے ساتھ رہنے کا تھا جس کو اُس نے متمول اور اچھے گھرانے کا سمجھا تھا مگر وہ شخص ان باتوں میں محض دم باز نکلا بڑی مہمانداری اس کی یہ تھی کہ ایک مٹھی بھر چبینا حاضر کیا اور بچھانے کو ایک دری عاریت دی

اور ایک مسجد جو خالی پڑی ہوئی تھی رات کے سونے کو بتا دی اور صبح ہوتے ہی آپ غائب ہو گیا اور
پولیس والوں نے ورثہ کی چوری لگا کر کلیم کو گرفتار کیا کوتوال اُس کے خاندان کا دوست تھا اُسے
پولیس کی حراست میں اُس کے باپ کے پاس بھیج دیا اور وہاں اُس کی رہائی ہو گئی۔ نصوح نے اُسکی
نازبانی پر ایک نصیحت سنائی مگر بیٹے نے پھر بھی اطاعت میں رہنے سے انکار کیا اس کے بعد کلیم اپنے
گھرانے کے ایک قرابتی نعمت نامی سے ملا جس کی نصوح سے ان بن رہتی تھی اور اُس کے گھر
لگا رہا۔ یہاں آن کر اُس کو معلوم ہوا کہ میری کتابیں جلا دی گئی ہیں تب اُسی دوست کی صلاح سے
انتقام لینے کے لئے اُس نے باپ کا ایک گاؤں جو اتفاقاً اُس کے نام سے درج رجسٹر تھا اُس اپنے
دوست [illegible] کے ہاتھ ہزار روپے پر بیچ کر دیا اور روپیے لے کر جلد یار باشی میں اڑا دیا دو مہینے
[illegible] کے قرضے کی علت میں گرفتار ہوا جیل خانے میں گیا وہاں اُسنے اپنے باپ کو ایک خط
توبہ آمیز لکھا اور دادا چاہی باپ نے سات سو روپے قرضہ ادا کرنے کے لئے بھیجا کلیم نے اس میں سے
دو سو روپے بچا کر باپ سے بے ملاقات کئے دولت آباد کی راہ لی۔

فصل یازدھم۔ مصنف نے لکھا ہے کہ یہ شہر چھوٹا لکھنو ہے اور لوگ مثل فری بیلوں کے بنے ہیں
اور وہاں جانے سے اُس نے یہ چاہا تھا کہ اپنی شاعری کی لیاقت سے دربار میں رسائی پیدا کروں گا
مگر اتفاق ایسا ہوا کہ اُسی زمانے میں صاحب پولیٹکل ایجنٹ نے انتظام کمیٹی کے سپرد کر دیا تھا اور
بجائے ایک نادان رئیس کے جو غزلوں اور قصیدوں سے دم میں آجاتا تھا کلیم نے دیکھا کہ دربار
میں مولوی بھرے ہوئے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم شاعروں کو نہیں چاہتے ہم کو کام کے آدمی
چاہئیں جو مال گذاری کی تحصیل کے وقت ان لڑاکو ٹھاکروں سے لڑائی بھڑائی کو خیال میں نہ
لاویں سوال قلم میں تو اُس کی کچھ پیش نہ گئی مگر کچھ عرصے کے بعد پولیس میں نوکری ہو گئی کلیم نے اپنی
خوش نصیبی اور یاوری طالع کے خطوط اُسی وقت دلی روانہ کئے لیکن ٹھاکروں کے ساتھ پہلی ہی
لڑائی میں زخمی ہوا اور ایک ٹانگ کھو کر آخر اپنے باپ کے پاس دلی میں بھیج دیا گیا تب
اُس کی بہن نعیمہ کے گھر اپنے ملنے گئے جس کا ذکر اب اِس قصے میں لکھا جاتا ہے نعیمہ کا اپنی خالہ
کے گھر جا کر اصلاح پر آنا اور اپنے گھر میں آکر میل جول کرنا اور خوش و خرم اپنے شوہر کے گھر جانا
بیان کیا گیا ہے۔

مولانے کلیم کو اپنے گھر رکھا لیکن کلیم اپنے باپ نصوح سے مصالحت کے بعد اُن زخموں سے مر گیا۔ آخر
میں یہ مضمون اُکھڑا اُکھڑا ہی۔ باپ بیٹے کی ملاقات میں کچھ اور زیادہ کہنا چاہیئے تھا۔ الحاصل ہماری
رائے میں یہ کتاب لائق ہر طرح کی تعریف کے ہی۔ مولوی نذیر احمد پر ایسی کتاب کے لکھنے کے لئے آخر
ہیں جس کو اُس کے ملک کے لوگ بغیر کسی نوع کی کراہیت دینی کے پڑھ کر خوش ہوں گے اور اُس کے
پڑھنے ہی اُن کو اس سے صاف ظاہر ہوگا کہ بہتی آداب صحبت و اخلاق کا چارہ خود اُن کے ہی اختیار
میں ہی اور مصنف نے جوان وطن کے شاعروں کی تحقیر لکھی ہی وہ اسی لائق ہیں اور اس نقشے کی سنجیدگی
کے مقابلے میں ایک نوع کا تفنن اور تفریح طبع اُس ظرافت سے حاصل ہوتی ہی جو ظاہر دار بیگ
کی دم بازی اور دولت آباد کے مولویوں کے سامنے کلیم کے حیران اور بے دست و پا رہ جانے کے
بیان میں ہی۔ جو نصیحتیں کہ صراحتًہ یا ضمنًا اس کتاب سے نکلتی ہیں وہ غالبًا ہندوستانیوں کے لئے بڑی
فائدہ مند ہوں گی اور خاص اُن میں سے یہ ہیں۔

بے دینی کی خرابیاں۔

اولاد لڑکوں کا ابتدائی عمر میں تعلیم پانا اور والدین کا نیک ہونا اچھے چال چلن کی بنیاد ہی۔

عورتوں کی تعلیم کی ضرورت صالحہ کی نیکی اور نعیمہ کی جہل سے خوب ظاہر کی گئی ہی۔

صحبت نیک اور کتب پسندیدہ کا نتیجہ نوعمر لڑکوں کی اوضاع کی درستی کے باب میں۔

اخلاق کی نسبت صحبت بد کی قباحت اور معمولی کتب درسیہ فارسی کی مضرت۔

الغرض اس کتاب کی نسبت یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہی کہ ایک شخص تعلیم یافتہ دہلی کی زبان کا ماہر کیونکر
اپنی زبان کو فصاحت اور محاورے کے ساتھ نہ لکھے گا۔
کہیں قصدًا نمائش نہیں کیا گیا ہی اور نہ کہیں نشان علمیت کے اظہار کا پایا جاتا ہی اس مولوی کی عبارت
سادگی کی صفت رکھتی ہی عربی اور فارسی الفاظ بول چال میں بلا تکلف مستعمل ہوئے ہیں نہ اسطور پر
کہ بے محل معمے کے طور پر رکھ دیے گئے ہوں اور ہندی الفاظ خانگی روزمرہ کے ایسے موقع موقع پر
ہیں کہ ہندو اور مسلمان دونوں اُن پر مساوی ملکیت رکھتے ہیں اور ایسے الفاظ اس کتاب میں
تھوڑے نہیں آئے ہیں جو دیسی زبان کی مروجہ لغات میں نہ ملیں۔ پس جو طالب علم جی لگا کر پڑھیگا
اُس کو فائدہ عظیم حاصل ہوگا اور اکثر مقامات میں قصہ بطور مکالمے کے ہی اور یہ ایک ایسا طریق بیان

کا ہی کہ ایک تو اُردو میں کمیاب ہی دوسرے اُس زبان کے طلبہ کے واسطے ایک بڑا فائدہ زبان صاف و مسلسل کا بخشتا ہی۔ محاورات ایسے ایسے ہیں جن سے غیر ملک کے لوگ آگاہ نہیں لیکن اُن سے دیسی زبان میں قوت و بلاغت پیدا ہوتی ہی مثلاً تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہی۔ کوئی ادیر کوئی سویر۔ تانت باجی راگ پایا۔ جی بُرا کیا تھا۔ بوٹیاں توڑ توڑ کر کھانا اور اسی طرح کے اور بہت سے محاورے ہیں کہ جن کا لکھنا یہاں فضول ہی۔ میں اس کتاب کو مصنف کی مرآۃ العروس اور بنات النعش سے افضل سمجھتا ہوں اس میں طرز عبارت اور قوت بیان کی خوبی اُن دونوں کی بہ نسبت زیادہ ہی گو بعض اشخاص نصوح کی نصیحت کے منشا اور باب ہشتم کی طول گفتگو کی نسبت جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اعتراض کریں لیکن خیال کرنا چاہیئے کہ یہ طریقہ اس ملک کے مصنفوں کا ہی اور کسی وجہ سے دلیل قوت و زور کی کمی کی نہیں ہی کہیں کہیں میری دانست میں ایسا مضمون ہی جو اہل یورپ کی نظر میں ضعیف معلوم ہوگا مثلاً جس مدعا میں ثبوت کی حاجت نہیں اُس میں ثبوت پیش کرنا اور جس میں حاجت ہی اسکے لئے ایسی دلیل گزرانی جسکے تسلیم کئے جانے میں کلام ہی لیکن یہ ایک ایسی مخصوص عادت ہندوستانیوں کی ہی کہ ان ہی چند مقالات سے جو اس کتاب میں ہیں اصل حقیقت اس بات کی ظاہر ہوتی ہی۔

غرض یہ ایک ایسی کتاب ہی جس سے اُردو پڑھنے والوں کیا مسلمان کیا ہندو اور کیا عیسائی سب کو فائدہ اور حظ حاصل ہوگا اور مجھکو یقین ہی کہ ہندوستانی مولوی نذیر احمد کے نہ صرف اس لئے مشکور ہوں گے کہ ان کے نقص اُس میں عموماً ظاہر کئے گئے ہیں بلکہ اس واسطے بھی کہ اُن نقصوں کے رفع کرنے کا چارۂ کار بھی بتا دیا گیا ہی۔ میری رائے میں مصنف مستحق انعام اول درجے یعنی ایک ہزار رُوپے کا ہی۔

من مقام نینی تال
۱۱ ستمبر ۱۸۷۳ء

کیمپسن
ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم ممالک مغربی و شمالی۔

واضح ہو کہ اصل کتاب کے حاشیہ پر عند الملاحظہ جناب صاحب ڈائرکٹر بہادر اور جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اپنے دست خاص سے اکثر جگہ کچھ کچھ عبارت خط پنسل سے لکھدی تھی چنانچہ مصنف نے چھپنے سے پہلے کتاب پر نظر ثانی کر کے جہانتک ممکن ہوا ایما و ارشاد کے مطابق کتاب میں ترمیم کردی۔

چٹھی نمبر ۲ مورخہ ۷ اجنوری ۱۸۷۴ء مقام الہ آباد

صاحب سکرٹری گورنمنٹ ممالک شمالی و مغربی کاتب +

صاحب ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم ممالک شمالی و مغربی مکتوب الیہ

دفعہ ۱ - حسب ارشاد نواب لفٹنٹ گورنر بہادر جواباً قلمی کیا جاتا ہی کہ آپکی چٹھی نمبر ۳ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۸۷۳ء کی کیفیت انگریزی توبۃ النصوح کتاب بزبان اُردو تصنیف مولوی نذیر احمد موصول ہوئی -

دفعہ ۲ - نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اِس کتاب کو نہایت شوق سے ملاحظہ کیا اور آپنے جو اسکے مضامین کی تصریح کمال تکمیل اور صحت کے ساتھ کی اُس سے نواب ممدوح آپ کے مشکور ہوئے -

دفعہ ۳ - نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بالاجمال اِس کتاب کو از بس پسند کرتے ہیں آپ کے ساتھ متفق الرائے ہیں - البتہ بمقابلہ مرآۃ العروس کمتر درجے کی ہی یعنی باعتبار بندش اور حالات کے اسمیں وہ بیساختگی نہیں ہی جو مرآۃ العروس میں ہی اور چند اشخاص کا ذکر ایک مرتبہ کیا گیا ہی مگر پھر اُن پر نظر نہیں رکھی گئی مکالمے میں اور نصائح میں بہت طول ہی اور کہیں کہیں مجمل بھی ہی مگر ساتھ ہی اسکے یہ بات بھی ہی کہ کتاب کا مقصد اور زبان دونوں نہایت قابل تعریف ہیں واقع میں بیان کی قوت اور جودت اور عبارت کی سادگی اور بیساختگی اور محاورات کی مناسبت اور عمدگی جو اِس کتاب میں ہی شاید اُردو کی اور کسی کتاب میں نہو - اور بڑی صفت یہ ہی کہ ہندی فارسی عربی الفاظ کی آمیزش اُسی بے تکلفی کیساتھ ہی جو دلی کی زبان میں پائی جاتی ہی اور اِس ساتھ ہی ضرب المثل باتیں اور خصوص روزمرہ کی گفتگو کے مستعمل فقرے اِس کثرت سے ہیں کہ اُن کے سبب کتاب مذکور بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی اور ایک بات نہایت عمدہ یہ ہی کہ مسلمانوں کے خانگی حالات بھی اسمیں مشرح بیان کئے گئے ہیں جسکے سبب مثل مرآۃ العروس کے اہالیان یورپ کیلئے بھی جو اِسکا مطالعہ کریں موجب آگاہی اور واقفیت ہی -

دفعہ ۴ - اگرچہ اصل مضمون اِس کتاب کا حسب بیان آپ کے مذہبی باتوں سے علاقہ رکھتا ہی - لیکن مصنف نے شروع کتاب میں صاف اعتراف کیا ہی کہ مذہب سے علحدہ امور خانگی میں اخلاق کی تعلیم کرنا میری طاقت سے باہر ہی اور اِس باب میں اُسنے اپنی رائے نہایت مستحکم عبارت میں ظاہر کی ہی - چنانچہ لکھا ہی کہ پہلے میرا ارادہ تھا کہ خانہ داری اور بود و باش باہمی کے واسطے نیکی اور خوش خوئی کا ضروری ہونا

بغیر تعلق مذہبی ثابت کروں لیکن جب لکھنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ ایسا قصد کرنا گویا روح کو قالب سے شعاع کو آفتاب سے عرض کو جوہر سے ۔ ناخن کو گوشت سے جدا کرنا ہی۔

سو اِس بیان کے مطابق اِس قصے سے یہ نصیحت نکلتی ہی کہ سرگرمی اور صدق دل سے عقائد مذہبی کی پیروی کرنا ہی خانہ داری میں خوش حالی کی مستحکم بنا ہی اگرچہ اِس میں شک نہیں کہ مصنف کے اِس قاعدے پر اہل دین کا اختلاف واقع ہوگا مگر مشار الیہ نے جس حسن عقیدت اور خلوص نیت سے اپنے مطالب برعایت مذہب اِسلام ادا کیا ہی اُسکی نسبت کسی کو اشتباہ نہوگا۔ اول نظر میں جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو تردد ہوا تھا کہ بہ لحاظ شرائط مندرجہ اشتہار انعامات کے جسمیں بصراحت مذہبی کتابیں مستثنیٰ کی گئی ہیں یہ کتاب اس اشتہار کے منشا میں داخل ہو یا نہیں لیکن جب جناب ممدوح نے کل کتاب بغور لاحظ فرمایا تو اُن کو اِس بات سے تسکین حاصل ہوئی کہ مصنف نے اپنے اِس قصد کو کہ کوئی امر متعلق تعصب مذہب یا ایسا غیر مذہب والوں کو ناگوار ہو اُس میں داخل نہ ہونے پائے بہت خوبی کیساتھ پورا کیا ہی اور عموماً ایمان اور عقائد مذہبی کے ضمن میں جو دقائق حقائق مندرج ہیں ...... اُن کو اِس قدر استحکام دیا ہی کہ جو نصیحتیں اُسمیں بیان کی ہیں اُن سے استنباطاً غیر مذہب والے بھی بوجہ احسن مستفید ہو سکتے ہیں اِس باب میں جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر آپ کے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں کہ یہ کتاب نہ صرف اہل اسلام بلکہ ہنود اور مسیحیوں کو بھی پسند خاطر ہوگی ۔ اور آپ نے جو کہ چھوٹی لڑکی کے مکالمے کا قصیدہ کے ساتھ در باب اُن امور کے لکھا ہی جن کا ادا کرنا خالق کی جناب میں اُسپر فرض تھا وہ بالکل مقتضائے طبعی اور رقت قلبی سے بھرا ہوا ہی اور ممکن نہیں کہ کسی مذہب کا آدمی اُسکو پڑھے اور اُسکے دل پر اثر نہو۔

دفعہ ۵ ۔ اِس صورت میں جناب سر ولیم میور صاحب کو اِس امر کے تسلیم کرنے میں کچھ تامل نہوگا کہ اِس کتاب کا داخل منشائے اشتہار مذکور کرنا مناسب ہے ۔ پس اُس کو داخل کر کے جناب ممدوح بخوشی تمام پورا انعام ایک ہزار روپے کا عطا فرماتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ یہ کتاب اُردو زبان کے علم ادب میں ایک عمدہ تصنیف ہی اور اہل اسلام کو بہت پسندیدہ ہوگی اور دیگر اقوام میں بھی بہت رواج پکڑیگی ۔

دفعہ ۶ ۔ اخیر میں مطلع کیا جاتا ہی کہ آپ کی یادداشت کتاب مذکور کی بابت اور احکام گورنمنٹ جو اسپر صادر ہوئے ہیں ممالک شمالی و مغربی کے گورنمنٹ گزٹ کے ضمیمے میں اور نیز گورنمنٹ کی تحریرات منتخبہ کی جلد میں داخل کر کے مشتہر کیے جائیں گے فقط